حق نما

باہتمام

قاری محمد علاء الدین قاسمی

مکتبہ حبیبیہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴ یوپی

وقل جاء الحق وزهق الباطل

حق نما

حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب مدظلہ

ناشر

مکتبہ رحمانیہ ہتورا ضلع باندہ

کتابت: عتیق الرحمٰن ندوی لکھنؤ
طباعت:
ناشر: مکتبہ رحمانیہ متھورا باندہ
قیمت:

بریلویت و دیوبندیت کے موضوع پر اہم تحقیقی کتابیں

(۱) بوارق الغیب (بابت علم غیب)۔ (۲) تاریخ میلاد (۳) ابن الوقت کی خانہ تلاشی (بریلوی معتقدات وعملیات کی بابت بریلوی علماء کی تصریحات)۔

(۴) فیصلہ کن مناظرہ
(حضرات نانوتوی، گنگوہی، تھانوی وسہارنپوری پر لگائے گئے الزامات کی حقیقت وجواب)

(۵) بریلوی فتنہ کا نیا روپ (زلزلہ کا تحقیقی وتفصیلی جواب)

(۶) راہ سنت۔ (۷) الجنۃ لاھل السنۃ
(عقیدہ وعمل کے تمام اختلافی مسائل کا تحقیقی وتشفی بخش حل، الزامات کی حقیقت اور بریلویت کے حق میں لاجواب کر دینے والے اعتراضات)

(۸) دیوبند سے بریلی تک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اسلام دنیا سے باطل کو مٹانے اور انسان کو اوہام پرستی سے نجات دلانے کے لئے آیا ہے اس کی تعلیم آفاقیت پر مبنی ہے۔ وہ انسان کو مختلف خانوں میں تقسیم کرنے کے لئے نہیں بلکہ انہیں ایک انسانی برادری میں منسلک کرنے کے لئے ظہور پذیر ہوا۔

چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس نے پھیلنا شروع کیا اور اسپین سے چین تک انسانی برادری کو اپنے رنگ میں رنگ لیا اور وہ رنگ تھا رنگ توحید۔ یہی اسلام کا بنیادی تصور پرستش ہے۔ لیکن مختلف نسلوں اور ان کے مذاہب اور رسم و رواج کے امتزاج کیوجہ سے صحیح طریقہ پر یہ تصور ادھورا ہی رہا۔ کچھ دنوں بعد قومی اور نسلی تعصبات نے جنم لیا اور انسانی برادری پھر مختلف خانوں میں تقسیم ہونے لگی اور آج نہ جانے اسلام کے پیرو کتنے فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ان کا یہ افتراق ہی انکے زوال کا سبب ہے ہم نے اصل عقیدہ کو چھوڑ کر ذیلی عقیدے اختیار کر لئے اور مذہب پر چلنے کے بجائے خود مذہب کو اپنے راستے پر چلانے کی کوشش

شروع کردی، افسوس ہے کہ ہم نے اپنے مٹنے کی داستان کو بھلا دیا۔ یاد کیجئے وہ زمانہ جب ایک طرف بغداد میں "قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق" کے مسئلہ پر بحثیں ہو رہی تھیں اور دوسری طرف منگولوں کے حملے ہو رہے تھے جس کے نتیجے میں بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ آج بھی ہم یہی دیکھ رہے ہیں، ایک طرف شیعہ سنی کے جھگڑے ہیں۔ دوسری طرف دیوبندی اور بریلوی مناقشے، کہیں مہدویت کا فتنہ سر اٹھا رہا ہے اور کہیں احمدیت کا۔ کہیں خانقاہیت مسلمانوں کو دنیا سے بیزاری کا سبق پڑھا رہی ہے اور کہیں مغربی تہذیب ان کے روحانی سکون کو برباد کر رہی ہے۔

مسلمان کو اگر اپنی بقا کی خواہش ہے تو اسے پھر پیچھے کی طرف لوٹنا اور اسلامی تعلیمات کو مکمل طور پر عمل کرنا پڑے گا۔ یہ بات نصیب ہو گی قرآن اور حدیث کی تعلیمات پر عمل کرنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے مطالعہ سے۔ اور صحابۂ کرامؓ کی زندگیوں پر نظر ڈالنے سے۔

اگر ہم سورۂ فاتحہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری خطبہ کا ہی مطالعہ کریں۔ تو بہت کچھ اسلام کے بنیادی تصورات سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں یہ چھوٹی سی کتاب لکھی گئی ہے۔ میرے خیال میں اس کے بعد اب کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا جو ہمیں ایک دوسرے سے قریب آنے سے روک سکے۔ امید ہے کہ اس کا بغور مطالعہ کیا جائے گا۔ اور جس جذبہ کے تحت سوالات کے جوابات دئے گئے ہیں اسکی قدر کی جائے گی۔

رحیم الدین

پس منظر

۹ مئی ۱۹۷۲ء کو بانگھا محلہ میں نوجوانان محلہ کی طرف سے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ جلسہ کو خطاب کرنے کیلئے حضرت مولانا صدیق احمد صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ ہتورا ضلع باندہ کو مدعو کیا گیا۔ جسمیں مولانا موصوف تشریف لائے جلسہ اپنے پروگرام کیمطابق شروع ہوا، درمیان تقریر جسوقت مولانا، اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور فضیلت بیان فرما رہے تھے۔ کچھ لوگ جو اجتماعی طور پر خاص انداز سے آئے ہوئے تھے۔ جن کا مقصد غالباً سیرت پاک کے بیان کو سننا نہ تھا بلکہ ایسے مقدس جلسہ کو درہم برہم کرنا تھا۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر اسی انداز سے جلسہ سے اٹھ کر تالیاں بجاتے ہوئے چلے گئے۔ لیکن مولانا موصوف بدستور سیرت وسنت اور تعلیمات نبوت بیان فرماتے رہے اور سامعین ہمہ تن گوش رہے۔

دوسرے روز صبح انھیں میں سے چند لوگوں نے مولانا موصوف کو ۱۹ سوالات تحریری طور پر دیے اور ان کے جوابات مانگے۔

یہ رسالہ "حق نما" انھیں سوالات و جوابات کا مجموعہ ہے۔ چونکہ عوام الناس کا فائدہ وابستہ ہے اسلئے ہم اسکو کتابی شکل میں شائع کر رہے ہیں تاکہ آئندہ مودھا اور اس کے قرب وجوار سے لغو پروپیگنڈہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوجائے اور مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق قائم رہے۔ اور ع

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے ۔۔۔ نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نقل سوالات مطابق اصل

۷۸۶
۹۲

مولوی صدیق احمد صاحب چند سوالات حسب ذیل ہیں جواباً کی تمنا رکھتے ہیں کہ آپ تسلی بخش جوابات سلیس مختصر مگر جامع تحریر فرمائیں گے۔

(۱) تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم مولوی اسماعیل دہلوی کی اور فتاویٰ رشیدیہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی اور براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد امبیٹھوی کی اور تحذیر الناس مولوی قاسم نانوتوی کی اور حفظ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی کی تصنیف کردہ ہیں یا نہیں۔؟

(۲) مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد امبیٹھوی و مولوی قاسم نانوتوی و مولوی اشرف علی تھانوی پر ان کی کفریہ عبارت کی بنا پر علمائے حرمین طیبین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور کھلم کھلا لکھ دیا ہے مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِھِمْ وَعَذَابِھِمْ فَقَدْ کَفَرَ تو اس فتویٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے اور گستاخان انبیاء کو کافر کہا جا سکتا ہے کہ نہیں۔؟

(۳) مولوی نعمت اللہ نے عید الضحیٰ ۹۲ ۱۳۹۲ھ کے دن عیدگاہ میں لوگوں کو یقین دلایا کہ میں وہابی نہیں ہوں تو بقول نعمت اللہ کے یہ ثابت ہوا کہ وہابی کوئی برا فرقہ ہے۔ اور مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں

لکھتے ہیں اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں تو مولوی نعمت اللہ کا قول بہتر یا مولوی رشید احمد گنگوہی کا۔ اور مولوی نعمت اللہ متبع سنت اور دیندار ہے یا نہیں۔

(۵) لفظ رحمت للعلمین مخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

(۶) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی ہے یا نہیں؟

(۷) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں یا نہیں؟

(۸) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن شفاعت کرائیں گے یا نہیں؟

(۹) یا رسول اللہ دور دراز مقام سے کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۰) حضور انور کے چاہنے سے کچھ ہوتا ہے یا نہیں؟

(۱۱) حضور انور کا خیال نماز میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۲) حضور انور کا علم تمام مخلوقات سے زیادہ ہے یا نہیں؟

(۱۳) خاص کر ۱۲ ربیع الاول کے دن حضور انور کی یادگار منانا، میلاد شریف کرانا فاتحہ دلانا و فاتحہ کی شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۴) خاص کر ایام محرم میں شہادت نامہ پڑھنا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی یادگار منانا اور نوحہ کرنا اور شربت کی سبیل لگانا و فاتحہ دلانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۵) عرس بزرگان دین جائز ہے یا نہیں؟ اور عرس میں شرکت کرنا اور دور دراز سے سفر کر کے جانا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۶) کھانے کو سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں ؟

(۱۷) کھڑے ہو کر یا نبی سلام علیک پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۱۸) غوث پاک محی الدین عبدالقادر جیلانی و خواجہ صاحب معین الدین چشتی
و نظام الدین محبوب الٰہی وغیرہم اولیاء اللہ ہیں یا نہیں ؟

(۱۹) مفتیان عظام احمد رضا خاں صاحب اور مولانا عبدالمصطفٰے
رضا خاں بریلوی و مولانا عبدالرشید فتحپوری و مولانا رفاقت حسین کانپوری وغیرہم
برحق ہیں یا نہیں، اور ہم لوگ ان کی پیروی کریں یا نہ کریں ؟

فقط

وہاج الدین ماہر نظامی حسین گنج
و مقرر ودود احمد صدیقی مصطفوی رضوی
قادری۔ تروس مودہا۔

نوٹ :۔

جن جن سوالات کے آپ جواب دے سکیں مع حوالہ نمبر تحریر فرمائیں تاکہ
عوام کو بتایا جائے اور جو آپس میں باہمی اختلافات ہو رہے ہیں۔ ان کو
دور کیا جا سکے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

جواب

از احقر صدیق احمد بن سید احمد خادم جامعہ عربیہ ہتورا باندہ (یو پی)

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امّا بعد

جناب وہاج الدین صاحب ماہر و مقرر وددو احمد صدیقی۔ آپ نے ایس سوالات لکھ کر مجھے دیئے تھے جن کے جوابات نمبر وار درج کر رہا ہوں۔ آپ کی ہدایت کے مطابق جواب میں تطویل سے کام نہیں لیا۔ البتہ تفصیل طلب جواب میں کچھ تفصیل ضرور ہے تاکہ اچھی طرح توضیح ہوجائے۔

اس کی پوری کوشش کی ہے کہ حق کی وضاحت میں قلم اپنی متانت، و دیانت کو ضائع نہ کردے۔ آپ ان جوابات کو ٹھنڈے دل سے پڑھیے اور بار بار پڑھیے اور سمجھ کر پڑھیے کہ آپ کا خیرخواہ اپنی متاع اخلاص کا ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے اور اللہ پاک کو اس پر گواہ کر رہا ہے کہ کسی غرض فاسد کو اصلاً اس میں دخل نہیں ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَالْخَیْرُ بِیَدِہٖ وَھُوَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ط

جواب سوال نمبر (۱)

جن کتابوں کی نسبت جن مصنفین کی طرف آپ نے کی ہے۔ علاوہ صراط مستقیم کے درست ہے، صراط مستقیم مولانا اسماعیل شہید دہلوی کی تصنیف نہیں ہے

بلکہ حضرت سید احمد شہید بریلویؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جو وہ مجلس میں بیان کرتے تھے انھیں ملفوظات کو مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحیؒ صاحب داماد حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے ترتیب دیا ہے۔ ایمیں ان دونوں میں سے کسی نے اپنا کوئی لفظ نہیں لکھا۔

جواب سوال نمبر (۲)

اس سوال میں جن حضرات کا نام لے کر آپ نے لکھا ہے کہ ان کی کفریہ عبارتوں کی بنا پر علمائے حرمین طیبین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور مجھ سے دریافت کیا ہے کہ فتوی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے! اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جن حضرات کی کتابوں کا آپ نے تذکرہ کیا ہے۔ یہ سب کتابیں اردو زبان میں ہیں۔ مولانا احمد رضا خان صاحب نے ان کتابوں کی عبارت میں تغیر و تبدل کر کے اس طرح کا مطلب بیان کیا جس سے کفر ثابت ہوتا ہے اور اردو ہی میں پہلے اپنا فتوی شائع کیا کہ یہ لوگ کافر ہیں، لیکن ہندوستان کے لوگ ان حضرات کو جانتے تھے۔ انکی خدمات اور شب و روز کی زندگی ان کے سامنے تھی، دین کے واسطے جو قربانیاں وہ دے رہے تھے وہ سب عیاں تھیں۔ ہر وقت قال اللہ و قال الرسول سے ان کی مجلسیں گرم رہتی تھیں۔ مسلمانوں کی ملی، قومی، مذہبی خدمات کے ساتھ غیر مسلموں سے تقریری و تحریری مناظرے، قرآن پاک، تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ علوم کا درس اور ان کی اشاعت یہ مشاغل زندگی تھے۔ اسلئے اس فتویٰ کا کوئی اثر نہ ہوا اور یہ کوشش

سعی لاحاصل ثابت ہوئی ۔

مولانا احمد رضا خاں نے جب اپنے فتوی کا یہ حشر دیکھا تو ایک دوسری تدبیر اختیار کی کہ ان کتابوں کی عبارت جو اردو زبان میں تھی اس کے بعض بعض اجزاء کو عربی عبارت میں اپنی منشاء کے مطابق منتقل کیا اور اس مفتریانہ دستاویز کو لے کر حجاز گئے ۔ وہاں مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء کے پاس پہونچ کر فریاد کی کہ ہندوستان میں اسلام پر بڑا نازک دور آگیا ہے ، مسلمانوں ہی میں سے بعض لوگ ایسے کفریہ عقائد رکھتے ہیں ، ہم غرباء اس فتنہ کی بہت روک تھام کر رہے ہیں مگر اس کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ، ہم کو آپ کی مدد کی ضرورت ہے ۔ اس دیار اور یہاں کے رہنے والوں سے تمام مسلمانوں کو عقیدت ہے ۔ اسی لئے آپ حضرات اس فتوی پر دستخط کر دیں اور ان کو کافر لکھ دیں ۔ آپ کی تصدیق ہندوستان کے مسلمانوں کو اس سیلاب میں بہنے سے روک سکتی ہے ورنہ سب کا ایمان خطرہ میں ہے ۔ حرمین کے علماء نے کہا کہ ان کی کتابیں تو اردو زبان میں ہیں اور ہم لوگ اردو نہیں جانتے یہ کیسے معلوم ہو کہ ان کا یہی مطلب ہے جو آپ کہہ رہے ہیں ۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اللہ و رسول کا واسطہ دے کر کہا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اور جو کچھ عربی میں منتقل کیا ہے یہی ان کا مطلب ہے ۔ اس پر وہاں کے علماء نے اعتماد کر کے لکھا کہ " اگر کسی شخص کے یہ عقائد ہوں تو وہ کافر ہے " لیکن بہت سے علماء کو مولانا احمد رضا خاں صاحب کی بات کا یقین نہ ہوا اور انھوں نے لفظ " اگر " کے ساتھ کسی قسم کی تصدیق نہ کی ۔

(پوری تفصیل الشہاب الثاقب میں ملاحظہ کیجئے۔)

اس جعلی فتویٰ کو لے کر مولانا احمد رضا خانصاحب ہندوستان پہونچے۔ اور اس کی اشاعت شروع کردی اور پورے ملک میں ایک ہنگامہ برپا کردیا۔ اس فتویٰ میں جن حضرات کو کافر کہا گیا تھا ان میں سے جو موجود تھے انھوں نے اس فریب کا پردہ چاک کرکے اصل حقیقت کو ظاہر کیا۔ اور بیانات دیئے۔ السحاب المدرار، نزھۃ الخواطر، توضیح البیان، قطع الوتین۔ یہ رسالے شائع کئے اور صاف صاف اپنے عقائد کا اظہار کیا کہ ہمارے عقائد اہلسنت والجماعت کے عقائد کے موافق ہیں اور جن کفریہ عقائد کو ہماری طرف منسوب کیا جارہا ہے ہم اس سے بری ہیں۔ جس شخص کے یہ عقائد ہوں ہم خود اسکو کافر کہتے ہیں۔ ذرا انصاف کی نظر سے دیکھا جائے کہ جب یہ حضرات ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہتے ہیں تو کیا خود ہی اسکے مرتکب ہونگے؟

جس طرح ہندوستان میں اس فتویٰ کی وجہ سے شور اور ہنگامہ تھا حرمین شریفین میں بھی اس کا چرچا جا بجا ہونے لگا۔ اس وقت وہاں کے علمائے نے علمائے دیوبند سے تحقیق کی اور چھبیس ۲۶ سوالات عربی میں مرتب کرکے انکے پاس بھیجے اور ان کا جواب طلب کیا۔ علمائے دیوبند نے ان سب سوالوں کے جواب عربی میں تحریر کرکے علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں بھیجے، اس وقت وہاں کے علمار کو حقیقت معلوم ہوئی اور لکھا کہ یہ حضرات ہرگز کافر نہیں۔ ان پر افترا کیا گیا ہے جس سے یہ سب بری ہیں۔ یہی عقیدے اہلسنت والجماعت

کے ہیں ۔ پھر اسکو علماء مصر، شام، حلب، دمشق کے پاس بھیجا گیا۔ ان سب نے لکھا کہ یہ ہرگز ہرگز کافر نہیں اور ان کا کوئی عقیدہ عقائد اہلسنت والجماعت کے خلاف نہیں، یہ سارے سوالات وجوابات ہندوستان و حرمین شریفین اور دوسرے ممالک اسلامیہ کے علماء کرام کی تصدیقات جو عربی زبان میں تھیں اردو میں انکا ترجمہ ایک ضخیم رسالہ کی شکل میں التصدیقات لدفع التلبیسات کے نام سے شائع ہوا اور اس وقت سے اب تک یہ رسالہ بارہا چھپا۔ خدا کا خوف رکھنے والے اور حق کے طالب کیلئے اس سلسلہ میں یہی رسالہ بہت کافی ہے۔ آپ ضرور دیکھئے۔ پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اسکے علاوہ عقائد علمائے دیوبند کے نام سے اردو میں ایک رسالہ اسی قسم کا ہے اسکو بھی ملاحظہ کیجئے۔ دونوں طرف کی کتابیں آدمی کو دیکھنا چاہیئے اور ہر شخص کا عقیدہ خود اسے معلوم کرنا چاہئے دوسروں کی سنی سنائی باتوں کی بناء پر کسی کے بارے میں جو کچھ لکھ دیا۔ اسکو دیکھ کر بدظنی قائم کرنا مؤمن کا کام نہیں، حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو سختی سے منع کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ کسی مؤمن کیساتھ بدگمانی نہ کیا کرو۔ فرمایا کہ جس شخص کو دیکھو کہ مسلمان کو کافر کہہ رہا ہے سمجھو کہ اسکے اندر ایمان نہیں اور فرمایا کہ جو شخص کسی کو کافر کہتا ہے اگر وہ کافر نہیں ہے تو یہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ فقہ میں تصریح موجود ہے کہ اگر کسی شخص کی کسی بات میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ بھی ایمان کی نکلتی ہو تو اسکو کافر نہ کہو۔ خدا کا خوف رکھکر فیصلہ کرنا چاہئے۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو مولانا احمد رضا خانصاحب بھی ولی اور

بزرگ سمجھتے ہیں. مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، مولانا اشرف علی تھانوی کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے مرید کیا اور بعد میں خلافت عطا فرمائی اور اجازت دی کہ لوگوں کو بیعت کرو۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ ان سے بیعت ہوئے۔ ایک مرتبہ حاجی صؒ نے فرمایا کہ اگر اللہ پاک مجھ سے فرمائیں گے کہ کیا کما کر لائے ہو تو قاسم اور رشید کو پیش کردونگا کہ یہ میری کمائی ہے۔ اگر ان حضرات کو کافر کہا جاتا ہے تو حاجی امداد اللہ صاحب جنھوں نے ان حضرات کو اپنا خلیفہ بنایا۔ کیا وہ کافر ہونے سے بچ جائیں گے اور اس عقیدے کی بنا پر کہ جو ان حضرات کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور عذاب کا مستحق ہے کتنے لوگ اسکی زد میں آجائیں گے۔ ذرا چل پھر کر معلوم کیجیے، کتنی تعداد ایسی ملے گی جو انکو کافر نہ کہے گی خود آپ اپنی بستی مودہا اور اسکے اطراف میں معلوم کریں گے تو شاید ہی کوئی بیباک اور دریدہ دہن ایسا ہو جو کافر کہدے بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اس عقیدے کی بنا پر خود مولانا احمد رضا خانصاحب بھی کافر ہوئے جاتے ہیں اسلئے کہ انھوں نے لکھا ہے کہ امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے کفر کا فتویٰ نہیں دیتا یہی احوط ہے یہی درست ہے اسی پر اعتماد ہو۔ اسی پر عمل کرنا چاہیے بتائیے ادھر تو فتوے میں یہ ہے کہ جو شخص ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور خود فرماتے ہیں کہ اسمٰعیل دہلوی کو کافر نہ کہنا چاہئے۔ اور جب اسمٰعیل دہلوی کافر نہ ہوئے جو بقول احمد رضا خانصاحب ان سب کے سردار ہیں تو باقی حضرات بدرجہ اولیٰ کافر نہ ہوں گے۔ اسکا نتیجہ یہی تو نکلا کہ اگر یہ حضرات کافر ہیں تو مولانا احمد رضا خانصاحب بھی کافر ہوئے۔ نا عاقبت

اندیشی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ اچھا فتویٰ ہوا کہ جس نے سارے مسلمانوں پر چھری چلادی۔ میرے بھائی! حقیقت یہ ہے کہ جن حضرات پر کفر عاید کیا جارہا ہے وہ ایسے نہیں ہیں انھوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف سیرت، تاریخ وغیرہ علوم میں بے شمار کتابیں عربی فارسی، اردو میں لکھی ہیں جن سے ہر طبقہ کے اور ہر مکتبہ خیال کے مسلمان فائدہ اٹھارہے ہیں۔ عرب وعجم میں انکے بالواسطہ اور بلا واسطہ تلامذہ اور ماننے والے کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ انکے کافر ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ کروڑہا مسلمان کافر ہوں گے۔

صرف ہندوستان میں ہی ہزاروں کی تعداد میں اس جماعت کے مدارس اسکول، کالج ہیں جن میں لاکھوں بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کیا یہ سب اور ان کے والدین رشتہ دار اور ان مدارس میں چندہ دینے والے، ان اسکولوں اور کالجوں کے چلانے والے ان کی مدد کرنے والے اور ان کے دوست احباب سب کافر ہیں آخر پھر مسلمان کون ہوگا؟

میرے خیال میں چند ایسے لوگوں کے علاوہ جن کا کاروبار ہی ان حضرات کو کافر کہنے پر اور لوگوں کو فریب دینے پر چلتا ہے ساری دنیا کے مسلمان اس قسم کے فتووں سے کافر ہو جائیں گے اللہ پاک ہدایت دے۔

میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج اس پر فتن دور میں بھی تعلیم و تبلیغ تالیف و تصنیف کے ذریعہ اس جماعت کے لوگ جو کام کر رہے ہیں انکے مدارس اور مراکز میں جاکر بچشم خود ملاحظہ کیا جائے۔ سارے ہندوستان کو چھوڑ

صرف دہلی، دیوبند، سہارنپور، ان ہی تین مقامات میں جاکر وہاں کے علماء کا درس سنا جائے انکی مجلسوں میں بیٹھ کر کچھ دن رہ کر اچھی طرح جائزہ لیا جائے اور پھر فیصلہ کیا جائے کہ کیا واقعی کافر ہیں یا ان کو کافر کہنے والے محض بغض و عناد اور حسد کی بناء پر افتراء کر رہے ہیں۔ اگر خدا کا خوف دل میں ہو۔ قبر و حشر کا منظر سامنے ہو۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت دل میں ہو حضورؐ کی تعلیمات سامنے ہوں۔ آپکے طریقہ پر عمل کرنے کا جذبہ ہو اور یہ اعتقاد ہو کہ حضورؐ کے طریقہ کیخلاف چل کر شفاعت سے محرومی ہوگی تو کبھی بھی اس قسم کی جرأت کوئی نہیں کر سکتا۔ آپنے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ گستاخان انبیاء کو کافر کہا جاسکتا ہے یا نہیں، کیا اس میں بھی دو رائیں ہو سکتی ہیں، ایسا شخص تو سب کے نزدیک کافر ہے لیکن وہ واقعی گستاخ ہو ایسا نہ ہو کہ کسی کو کافر کہنے کا فیصلہ کر لیا جائے۔ اسلئے اسکو گستاخ ثابت کیا جائے۔

جواب سوال نمبر (۲)

اس سوال میں آپ نے یہ اشکال کیا ہے کہ مولوی نعمت اللہ صاحب کے اس کہنے سے کہ "میں وہابی نہیں ہوں معلوم ہوتا ہے کہ وہابی کوئی برا فرقہ ہے" اور مولانا رشید احمد صاحب کے قول سے کہ "اس وقت ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں" معلوم ہوتا ہے کہ وہابیت اچھی چیز ہے۔

میرے بھائی! قطع نظر اس سے کہ حقیقت کیا ہے آپکے اشکال کا جواب خود آپ کی عبارت ہی سے ہو جاتا ہے کہ اس لفظ کے اطلاق میں زمان اور مکان

کے اعتبار سے عرف مختلف رہا ہے۔ جس زمانہ میں مولانا رشید احمد صاحب تھے۔ اس زمانہ میں ان کے دیار میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہوں گے۔ اور مولوی نعمت اللہ صاحب جس زمانہ میں ہیں ان کے دیار میں اور انکے مخاطبین کے نزدیک وہابی کی تصویر بری ہو گی اس لئے مولوی نعمت اللہ صاحب نے کہا کہ مجھ کو وہابی کہہ کر جس بری تصویر کا مظہر قرار دیا جا رہا ہے۔ میں اس کا مصداق نہیں ہوں۔ لہذا ان دونوں قولوں میں کوئی تعارض نہیں ہوا۔ جس سے اشکال لازم آئے۔ یہ تو آپ کے سوالوں کا جواب تھا۔ اب دافعہ سنیئے کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہابی کہنے والے نہ تو اس لفظ کو اچھا سمجھ کر کہتے ہیں اور نہ وہی لوگ اچھا سمجھتے ہیں جن کو وہابی کہا جاتا ہے۔ کہنے والے تو یہ سمجھ کر کہتے ہیں کہ وہابی اور کافر دونوں مترادف لفظ ہیں لہذا جسکو وہابی کہا گیا گویا اسکو کافر کہا اور ظاہر ہے کہ جب کہنے والے کے نزدیک وہابی اور کافر دونوں ایک ہی ہیں تو کون مسلمان اس کو گوارا کرے گا کہ اس کو وہابی کہا جائے۔ حیرت تو یہ ہے کہ اس لفظ کا اطلاق علمائے دیوبند اور ان کے ماننے والوں پر کیا جاتا ہے حالانکہ علمائے دیوبند نے فرقہ وہابیہ کا رد کیا ہے۔ تفصیل کے لئے "الشہاب الثاقب" دیکھئے۔ مگر جہالت اور تعصب کا برا ہو باوجود اس رد کے اور اپنی برأت کے اعلان کے لوگ ان کو وہابی کہنے سے باز نہیں آتے۔ اور اس افترا پردازی ہی میں اپنی نجاہت کی بقا اور سامان تن پروری سمجھتے ہیں۔

آپ نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ مولوی نعمت اللہ دیندار اور متبع سنت

ہیں یا نہیں ؟ اسکے متعلق عرض ہے کہ دینداری اور اتباع سنت کا تعلق عمل سے ہے جو شخص شریعت کی پابندی کرتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلتا ہے اسکو دیندار اور متبع سنت کہیں گے۔ یہی معیار مولوی نعمت اللہ کے لئے ہوگا

جواب سوال نمبر (۴)

جو شخص منکر قرآن وحدیث ہو اس کے کفر میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے لیکن کسی کو کافر کہنے کے لئے قرآن وحدیث کے انکار کا الزام اس پر زبردستی ماند نہ کیا جائے بلکہ دیکھا جائے اور تحقیق کرلی جائے کہ واقعۃً اس نے انکار کیا ہے تب اس پر فتویٰ لگایا جائے۔

جواب سوال نمبر (۵)

حقیقتاً اور بالذات تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی رحمۃ للعالمین ہیں۔ مجازاً اور بالعرض اگر کسی اور کے لئے اس کا اطلاق کیا گیا ہو تو مجھے معلوم نہیں۔

جواب سوال نمبر ۶ و ۷

ان دونوں سوالوں کے جواب سے قبل کچھ آیات واحادیث تحریر کررہا ہوں فیصلہ آپ خود کرلیں۔

(۱) قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ، اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰی اِلَیَّ ۔ (ترجمہ)

آپ کہدیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف وحی الٰہی کی اتباع کرتا ہوں۔

(۲) وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ (ترجمہ) اور اگر میں غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کرلیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہونچتی

(۳) لَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ
(ترجمہ) آپکے رب کے لشکر کو اسکے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۴) قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ
(ترجمہ) آپ کہدیجئے کہ آسمان اور زمین کے رہنے والوں میں سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔

(۵) وَمَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۔ تفسیر جامع البیان اور کمالین میں ہے۔ ای لا ادری حالی وحالکم فی الدارین علی التفصیل اذ لا ادعی الغیب۔ یعنی دارین میں تمھارا اور اپنا حال میں تفصیلی طور پر نہیں جانتا۔ کیونکہ میں غیب کے جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ • امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔ والعلم المحیط لیس الا للہ۔ یعنی سب چیزوں کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔

• تفسیر علامہ نیشاپوری میں بھی ایسا ہی ہے۔ روح المعانی میں ہے۔

الالام فی الغیب للاستغراق وهو صلی اللہ علیہ وسلم لا یعلم کل الغیب ۔ یعنی " الف لام " لفظ " الغیب " میں استغراق کا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام غیب نہیں جانتے تھے ۔

الاحادیث

(۱) صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، سنن ابو داؤد وغیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کا انتقال ہو گیا جو مسجد میں جھاڑو لگایا کرتی تھی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسکو نہ دیکھا تو دریافت کیا ، عرض کیا گیا کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے ۔ حضور نے ارشاد فرمایا افلا کنتم اذیتمونی ؟ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ کی اسکے بعد ارشاد فرمایا دلونی علی قبرھا ۔ فدلوہ ۔ فصلی علیہ مجھے اس کی قبر بتلاؤ ۔ چنانچہ قبر بتائی گئی اور آپ نے اس پر نماز پڑھی ۔

(۲) سنن نسائی میں حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے کہ ایک نئی قبر پر نظر پڑی ۔ حضور اکرم نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی قبر ہے ؛ لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں شخص کی کنیز کی قبر ہے ۔ دوپہر میں اس کا انتقال ہو گیا تھا اور حضور چونکہ قیلولہ فرما رہے تھے ۔ روزے سے بھی تھے اسلئے ہم نے اطلاع دینا مناسب نہیں سمجھا ۔ حضور کھڑے ہوئے لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی ۔

اور حضرت نے نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا۔ لا یموت فیکم میت ما دمت بین ظہرانیکم الا اذنتمونی فان صلوٰتی لہ رحمۃ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو تو جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں مجھے ضرور اطلاع دیدیا کرو۔ کیونکہ میری نماز اسکے واسطے رحمت ہے۔

(۳) صحیح بخاری اور سنن اربعہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد میں شہدائے احد میں سے دو دو کو ایک قبر میں دفن فرماتے تھے اور قبر میں اتارتے وقت لوگوں سے دریافت فرماتے تھے کہ ان دونوں میں کون زیادہ قرآن حاصل کرنے والا ہے۔ جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو آپ اسکو لحد میں پہلے اتارتے تھے۔

(۴) صحیح مسلم اور نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے کچھ آواز سنی۔ فرمایا یہ شخص کب مرا ہے؟

لوگوں نے عرض کیا:۔ دور جاہلیت میں۔

(۵) مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر حاضر کیا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں کا تیار شدہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا فارس کا۔

(۶) ابوداؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آئے اور درخواست کی کہ مقام مآرب میں جو شور زمین ہے وہ مجھ کو

عنایت فرمائی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دے دیا۔ جب وہ واپس
چلے گئے۔ عرض گیا۔ اتدری ما قطعت لہٗ یا رسول اللہ۔ انما قطعت
لہٗ الماء۔ کیا آپ کو معلوم ہے آپ نے ان کو کیا دے دیا۔ آپ نے انکو
بنا بنایا پانی جو بلا کد و کاوش کے نمک بن سکتا ہے۔ دیدیا ہے تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ زمین واپس لے لی (کیونکہ اس میں عام
لوگوں کا نفع وابستہ تھا۔)

(۷) ابوداؤد شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بخار
تھا اور مسجد کے ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور فرمایا کسی نے دوسی جوان (ابو ہریرۃ) کو دیکھا ہے؟ یہ آپ
نے تین مرتبہ فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا حضرت وہ بخار میں مبتلا ہیں اور
مسجد کے گوشے میں لیٹے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے
پاس پہونچ کر اپنا دست مبارک ان پر رکھا۔

(۸) مصنف ابن ابی شیبہ میں عبدالرحمٰن بن الازہر سے روایت ہے۔
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے سال دیکھا اور اس وقت
میں جوان تھا کہ آپ خالد بن الولید کا پتہ دریافت کر رہے تھے۔

(۹) قرآن پاک کی آیت فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا۔ اہل قبا کی
شان میں جب نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبا سے
دریافت فرمایا کہ تمہاری وہ کیا خاص طہارت ہے جسکی تعریف خداوند تعالیٰ

نے اپنی مقدس کتاب میں فرمائی ہے ؛ انھوں نے عرض کیا کہ ہم استنجا میں ڈھیلے کے ساتھ پانی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

(۱۰) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا۔ ان کے پاس بھنی ہوئی گوہ کا گوشت رکھا تھا۔ کھانے کے وقت حضورؐ کی خدمت میں اسکو پیش کیا گیا۔ آپ نے دست مبارک اسکی طرف بڑھایا تو ایک عورت نے کہا ؛ حضورؐ کو بتلا دو کہ سامنے کیا ہے ؛ آپ کو بتایا گیا کہ یہ گوہ کا گوشت ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھا لیا

نتیجہ

• حدیث اول و دوم میں :-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عورت کا حال معلوم کرنا اسکے بعد قبر دریافت کرنا اور پھر یہ فرمانا کہ آئندہ جب کسی کا انتقال ہو تو مجھے اطلاع کر دیا کرو۔

• حدیث سوم میں :-

یہ دریافت کرنا کہ ان میں قرآن کس نے زیادہ حاصل کیا ہے۔

• حدیث چہارم میں :-

معلوم کرنا کہ کب مرا ہے۔

• حدیث پنجم میں :-

پنیر کے بارے میں دریافت کرنا کہ یہ کہاں کا بنا ہوا ہے؛

• حدیث ششم میں:۔
زمین کا پہلے دیدینا، بعد میں ایک صحابی کے کہنے سے حقیقتِ حال معلوم ہونے پر واپس کرلینا۔

• حدیث ہفتم میں:۔
مسجد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنا اس پر ایک صحابی کا بتانا کہ مسجد کے گوشہ میں ہیں۔

• حدیث ہشتم میں:۔
حضرت خالد کے گھر کا پتہ معلوم کرنا۔

• حدیث نہم میں:۔
اہل قبا سے ان کی خاص طہارت کو معلوم کرنا۔

• حدیث دہم میں:۔
ضب یعنی گوہ کے گوشت کی طرف ہاتھ بڑھانا اور پھر معلوم ہونے پر ہاتھ کھینچ لینا۔

• مندرجہ بالا آیات واحادیث سے نکلنے والے نتائج پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیجئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب اور حاضر وناظر ہیں یا نہیں۔
انکے علاوہ بہت سی آیات واحادیث ہیں جو اس عقیدے کے معارض ہیں۔

جواب سوال نمبر (۹)

اگر شوق و عشق میں کہے تو جائز ہے اور اگر حاضر و ناظر سمجھکر کہے تو منع ہے سلطان العارفین قاضی حمید الدین ناگوری استاد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں۔

منہم الذین یدعون الانبیاء والاولیاء عند الحوائج والمصائب باعتقاد ان ارواحہم حاضرۃ تسمع النداء وتعلم الحوائج وذلک شرک قبیح وجہل صریح۔

قال اللہ تعالیٰ :۔ ومن اضل ممن یدعون من دون اللہ۔

یعنی بعض لوگ ایسے ہیں جو انبیاء و اولیاء کو حاجت اور مصیبت کے وقت میں اس اعتقاد سے پکارتے ہیں کہ انکی ارواح حاضر ہو جاتی ہیں اور انکی نداء کو سنتے ہیں اور انکی حاجتوں کو جانتے ہیں۔ یہ شرک قبیح اور جہل صریح ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا۔

جواب سوال نمبر (۸)

بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک کی اجازت سے شفاعت فرمائینگے بلکہ بعض انواع شفاعت تو ایسی ہیں کہ حضورؐ کے علاوہ کسی اور کے لئے ان کی اجازت نہ ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی انکے ساتھ مخصوص ہیں۔ البتہ جو لوگ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو ترک کرتے ہیں انکو شفاعت نہ حاصل ہوگی۔

• حدیث پاک میں ہے۔

من ترك سنتي لم ينل شفاعتي۔

یعنی جس نے میری سنت ترک کی اسکو میری شفاعت نہ حاصل ہوگی۔

جواب سوال نمبر (۱۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے بہت کچھ ہوتا ہے لیکن جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں ہوتا۔

جواب سوال نمبر (۱۱)

جو شخص نماز پڑھتا ہے التحیات اور درود شریف بھی پڑھتا ہے اور ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے، جب نام آئے گا تو حضور کا خیال بھی آئے گا۔ اسلئے نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ناجائز کیسے ہو سکتا ہے۔

جواب سوال نمبر (۱۲)

جو علوم لوازم نبوت ہیں وہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے گئے اور جتنے علوم شریفہ ہیں ان سب میں آپ اعلم الخلائق ہیں۔

جواب سوال نمبر (۱۳)

ذکر ولادت شریف دوسرے ذکر واذکار کی طرح عبادت ہے اور جس عبادت میں کسی زمان یا مکان یا ہیئت کی قید نہ ہو۔ اسکو اپنی طرف سے مقید کرنا جائز نہیں ہے۔ امتی کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے کسی وقت خالی نہ رہنا چاہیئے

آپ کے ذکر میں جتنی بھی قیود بڑھتی جا رہی ہیں اتنی ہی محرومی ہوتی جا رہی ہے بہت سے لوگ تو اس عقیدے کے ہیں کہ جو ربیع الاول کو اگر میلاد شریف کیا تب تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں اور اس دن کر لیا پھر پورے سال کچھ نہ کیا تو کوئی گرفت نہیں ۔

بہت سے لوگوں کے ذہن میں یہ ہے کہ اگر کچھ شیرینی تقسیم کرنے کو نہ ہو تو میلاد شریف نہیں ہوتا وہ اسی انتظار میں رہتے ہیں کہ جب شیرینی کا انتظام ہو جائے گا۔ اس وقت میلاد شریف کریں گے ۔

اس میں تفاخر اور تقابل بھی ہوتا ہے کہ فلاں شخص نے اس قسم کی مٹھائی تقسیم کی ہے اور اتنی مقدار میں کی ہے تو ہم اس سے اچھی اور اس سے زیادہ تقسیم کریں گے ۔ اسکے انتظار میں کافی مدت گذر جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی برکت سے محروم رہتے ہیں ۔

ایسا بھی دیکھا جاتا ہے کہ ذکر پاک کے لئے جو جگہ تجویز کی جاتی ہے اسکو مختلف طریقے سے سجایا جاتا ہے اور ہفتوں پہلے اس کا انتظام کیا جاتا ہے اور اس مشغولی اور انہماک میں نماز اور جماعت کا کچھ بھی اہتمام نہیں ہوتا ۔

اسی طرح فاتحہ کے اندر طرح طرح کی قیود بڑھتی جا رہی ہیں ۔ فاتحہ ایصالِ ثواب ہے ، اس کا جو طریقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ کرامؓ ، اور خیر القرون کا تھا ۔ اس طریقے پر کرنا چاہیئے ۔ احادیث شریفہ میں وہ سب صورتیں موجود ہیں ۔

فاتحہ مروّجہ کے بارے میں حضرت مولانا عبدالحیؒ صاحب فرنگی محلی کا ایک فتویٰ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ مجموعہ فتاویٰ جلد دوم میں حضرت مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

"ثواب اموات کو بہ مذہب اہلسنت پہونچتا ہے۔ اور پڑھنا فاتحہ اور اخلاص وغیرہ کا اور اس کا ثواب بخشنا مردوں کو موجب رفع درجات کا ہے لیکن فاتحہ کا جو طریقہ مروج ہے کہ شیرینی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دیتے ہیں اس کی اصل شرع میں نہیں ہے۔"

(حررہٗ محمد عبدالحیٔ عفا عنہ القوی)

واضح رہے کہ مولانا عبدالحیٔ صاحب کو دیوبندی اور بریلوی دونوں حضرات مانتے ہیں۔

جواب سوال نمبر (۱۴)

حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں اور امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ان امور کو حرام اور شعار روافض سے فرمایا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے قول جمیل میں اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ میں ــــ ان کو اوہام شیعہ سے قرار دیا ہے۔

۱۹۴۳ء میں ایک فتویٰ شائع ہوا تھا جس میں دیوبند، سہارنپور، دہلی،

مراد آباد، شاہجہانپور، لکھنؤ، بدایوں، بریلی، لاہور، امرتسر، بنارس، بمبئی، کلکتہ، بھوپال وغیرہ کے علماء کا متفقہ فیصلہ درج ہے کہ یہ امور بالکل ناجائز وحرام ہیں۔ یہ سارے امور بدعت سیئہ و محدثہ ہیں۔ سراپا ضلالت و گمراہی ہیں۔

مولانا احمد رضا خانصاحب نے بھی ناجائز وحرام کہا ہے۔

جواب سوال نمبر (۱۵)

جو عرس خلاف شرع امور سے پاک ہو وہ جائز ہے۔ اس میں شرکت بھی جائز ہے۔ سفر کرکے جانا بھی جائز ہے البتہ عورتوں کو نہ جانا چاہیئے۔

مولانا احمد رضا خانصاحب سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور! اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں فرمایا

غنیہ میں موجود ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی طرف سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ اسکے اوپر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

(ملفوظ حصہ دوم)

اس زمانے میں بکثرت عورتیں اجمیر شریف جاتی ہیں اور نامحرموں کیساتھ سفر کرتی ہیں۔ ذرا اس فتویٰ کو دیکھیں اور فیصلہ کریں۔

مگر جس کو اپنی خواہشات کی اتباع کرنا ہے وہ کیوں کسی کی بات مانے بلکہ تعجب نہیں کہ جو منع کرے اس کو وہابی کہدے۔

یہ تفریق مرد اور عورتوں کی اس وقت ہے جب عرس میں خلاف شرع امور نہ ہوں۔ اگر شریعت کے خلاف کوئی کام ہو تو نہ مرد کو جانا چاہیئے۔ اور نہ عورت کو۔

جواب سوال نمبر (۱۶)

اس کے جواب کیلئے سوال نمبر ۱۳ کے جواب میں حضرت مولانا عبدالحئی صاحب کا جو فتوی تحریر کیا ہے اسکو ملاحظہ فرمالیں۔

جواب سوال نمبر (۱۷)

روضۂ اقدس کے پاس تو کھڑے ہو کر ہی صلوۃ و سلام پڑھنا چاہیئے اسکے علاوہ دیگر مقامات میں کوئی قید نہیں۔ جس طرح اللہ کا ذکر عبادت ہے۔ اور اس میں ہیئت کی قید نہیں بلکہ کھڑے بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں اجازت ہے۔ اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھی عبادت ہے۔ اس میں بھی کسی ہیئت کی پابندی نہیں۔

جواب سوال نمبر (۱۸)

حضرت غوث پاکؒ، حضرت خواجہ اجمیریؒ، حضرت خواجہ نظام الدینؒ، محبوب الٰہی بلاشبہ اولیاء اللہ ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چل کر آدمی ولی ہو سکتا ہے مگر انتہائی افسوس ہے کہ انکو اولیاء اللہ تسلیم کرتے ہوئے بھی

انکی تعلیمات سے لوگ نہ صرف دور ہیں بلکہ انکی تعلیمات کے برخلاف عمل کر رہے ہیں۔ انکی تعلیمات انکی تصانیف میں موجود ہیں جس کا جی چاہے ملاحظہ کرلے۔

جواب سوال نمبر (۱۹)

اس سوال میں جن کا نام آپ نے تحریر فرمایا ہے وہ ہوں یا ان کے علاوہ کوئی دوسرا ہو، سب کے حق پر ہونے کا مدار اس پر ہے کہ شریعت کا پابند ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہو، آپکی غلامی کا طوق گردن پر ہو۔ آپ کے طریقہ سے سر مو تجاوز نہ کرے۔ قرآن و حدیث کو اپنی خواہش کے تابع نہ کرے بلکہ اپنی خواہش ______ کو ان دونوں کے تابع کرے، انکی صحبت میں رہ کر آخرت کی فکر پیدا ہو، خدا کا خوف دل میں آجائے، اپنے کو سب سے کمتر اور دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھنے لگے، تمام مامورات پر عمل کرنے اور تمام منہیات سے بچنے کا اہتمام پیدا ہو جائے۔

غیبت، چغلی، افترا، بہتان، بدظنی، منافرت، ہجران مسلم جیسے اعمال قبیحہ سے اجتناب کی توفیق ہو جائے۔ یہ علامات جن کے اندر پائی جائیں وہ حضرات پیروی کے لائق ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وھو یھدی الیہ من اناب۔

کتبہ

احقر، صدیق احمد بن سید احمد غفر لہما اللہ الصمد

خادم جامعہ عربیہ ہتورا، ضلع باندہ

یکم ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ۔

بریلویت و دیوبندیت کے موضوع پر ہمارے مکتبہ کی
دوسری گرانقدر تصنیف

حقیقت نما

از قلم

محمد عبید اللہ الاسعد

بھی ملاحظہ فرمائیں

جو ارشد القادری کی پُر فریب کتاب "زلزلہ" کا اوّلین مختصر و اصولی

جواب ہے

جس میں عقائد سے متعلق متعدد اختلافی امور کی بابت علمائے دیوبند و

و علمائے حق کے خیالات و نظریات کو پیش کیا گیا ہے ؛

کتاب کا مقدمہ خصوصی دلچسپی رکھتا ہے

کتاب بعض اہل علم اکابر سے خراج تحسین و تصویب حاصل کر چکی ہے

صفحات ۵۲ . قیمت ۱/۷۵ . دوسرا ایڈیشن

شائع کردہ، مکتبہ رحمانیہ ہتورا ضلع باندہ و مکتبہ حرا، لکھنؤ

Scanned by CamScanner